ٹیوشن نہ پڑھنے یا بغیر اطلاع چھوڑ دینے کی وجہ سے ایڈوانس فیس واپس کی جائے گی؟

دارالافتاء اہلسنت (دعوت اسلامی)

سوال

کیا فرماتے ہیں علمائے دین ومفتیان شرع متین اس مسئلے کے بارے میں کہ کوئی خاتون اردو کی کلاسز پڑھاتی ہے اور ہر ماہ فیس ایڈوانس لیتی ہے، ان کی ایک طالبہ نے فیس جمع کروادی اور پھر وہ گھر میں شادی کے سبب پورے ماہ کلاس جوائن نہیں کرپائی اور اگلے ماہ پڑھنے آئی، توکیا ان کی فیس واپس کی جائے گی حالانکہ ٹیوشن کھلا تھا اور دوسری بچیاں آتیں تھیں؟ اس حوالے سے رہنمائی فرمادیں۔ نیز یہ بھی وضاحت فرمادیجئے کہ اگر کسی طالبہ نے ایک ماہ کا ایڈوانس دے کر 12/10 روز پڑھائی کی اور پھر بلا اطلاع ٹیوشن چھوڑدیا۔ اب اُس ماہ کے اختتام کے بعد ان کی والدہ آکر کہتی ہیں کہ ہمیں کم فیس میں پڑھانے والی معلمہ مل گئی ہے جبھی میری بچی پڑھنے نہیں آئی، لہذا مجھے بقیہ ایام کی فیس واپس کی جائے، ایسی صورت میں معلمہ پر بقیہ ایام کی فیس واپس کرنا ضروری ہے یا پھر وہ مکمل فیس کی مستحق ہوگئی؟

جواب

بِسْمِ اللہِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِیْمِ

اَلْجَوَابُ بِعَوْنِ الْمَلِکِ الْوَھَّابِ اَللّٰھُمَّ ھِدَایَۃَ الْحَقِّ وَالصَّوَابِ

دونوں صورتوں کے جوابات درج ذیل ہیں:

(۱) اگر ایڈوانس فیس جمع کروانے کے بعد طالبہ نے کلاسز میں شرکت نہیں کی، حالانکہ کلاسز باقاعدہ جاری رہیں اور دیگر طالبات حاضر ہو کر تعلیم حاصل کرتی رہیں، نیز اس طالبہ کے لیے بھی شرکت کا راستہ کھلا تھا، لیکن اس نے محض گھر کی شادی میں مصروفیت کے سبب کلاسز میں شرکت نہ کی، تو اس صورت میں معلمہ مہینے کے اختتام پر مکمل فیس کی حق دار ہو جائے گی اور طالبہ فیس کی واپسی کا مطالبہ نہیں کر سکتی۔

(۲) اگر طالبہ نے ایڈوانس فیس دے دی لیکن کچھ دن پڑھنے کے بعد ٹیوشن صرف اس وجہ سے چھوڑدیا کہ دوسری معلمہ کم فیس میں پڑھانے کو تیار ہوگئی تھی، ایسی صورت میں پہلی معلمہ مذکورہ مہینے کے اختتام پر پوری فیس کی مستحق ہوجائے گی کیونکہ محض کم فیس میں پڑھانے والی معلمہ کا مل جانا فسخ اجارہ یعنی اجارے کو ختم کرنے کے لئے شرعاً عذر نہیں، اور بالفرض عذر ہوتا بھی تو اس میں یہ ضروری تھا کہ جس ماہ کی پیشگی فیس دی تھی، اسی کے دوران آکر معلمہ کی رضامندی سے فسخ اجارہ یعنی تعلیم کا معاہدہ ختم کرتی، حالانکہ ایسی کوئی صورت نہیں پائی گئی، یوں بھی معلمہ پورے ماہ پڑھانے کے لئے حاضر رہنے کے سبب مکمل فیس کی حقدار قرار پائے گی۔

تفصیل:

ہمارے یہاں اسکول ٹیوشن وغیرہ کے تعلیمی اجارے عام طور پر اجارہ خاصہ یعنی وقت کے اجارے ہوتے ہیں جس میں باہمی رضامندی سے جگہ اور وقت کا تعین کرلیا جاتا ہے کہ فلاں جگہ اور فلاں وقت میں تعلیم کا سلسلہ ہوا کرے گا۔ ایسی صورت میں استاد پر یہ لازم ہے کہ وہ متعینہ وقت اور جگہ میں خود کو پڑھانے کے لئے حاضر رکھے اور اس کی جانب سے تعلیم کے عمل میں کوئی رکاوٹ نہ پائی جائے، اب چاہے طالب علم پڑھنے آئے یا نہ آئے، بہر صورت وہ فیس کا مستحق ہوجائے گا کیونکہ معاہدے کے مطابق طالب علم استاد سے استفادہ پر قادر تھا اور فقہائے کرام کے ارشادات کے مطابق جب مستاجر (طالب علم) اجیر (استاد) سے مقررہ وقت اور جگہ میں متعینہ منفعت حاصل کرنے پر قادر ہو، خواہ بالفعل حاصل نہ کرے، تو بھی اجیر اجرت (فیس) کا مستحق ہوجاتا ہے۔

درر الحکام شرح مجلۃ الاحکام میں ہے:

”لو استؤجر أستاذ لتعليم علم أو صنعة فإن ذكرت مدة انعقدت الإجارة على المدة حتى أن الأستاذ يستحق الأجرة لكونه حاضرا و مهيأ للتعليم قرأ التلميذ، أو لم يقرأ“

اگر کسی اُستاذ کو کسی علم یا ہنر کی تعلیم کے لیے اجرت پر رکھا جائے اور مدت متعین کردی جائے، تو یہ وقت کا اجارہ ہوگا حتی کہ اُستاذ اس مدت میں موجود اور تعلیم کے لیے تیار رہنے سے اجرت کا مستحق ہوجائے گا، خواہ شاگرد پڑھے یا نہ پڑھے۔ (درر الحکام شرح مجلۃ الاحکام، ج 01، ص 653-654، دار الجیل)

سیدی اعلیٰ حضرت امام اہلسنت الشاہ امام احمد رضا خان علیہ رحمۃ الرحمٰن لکھتے ہیں: ”مدرسین وامثالہم اجیر خاص ہیں اور اجیر خاص پر وقت مقررہ معہود میں تسلیم نفس لازم ہے اور اسی سے وہ اجرت کا مستحق ہوتا ہے اگرچہ کام نہ ہو۔ مثلاً مدرس (ٹیچر) وقت معہود پر مہینہ بھر برابر حاضر رہا اور طالب علم کوئی نہ تھا کہ سبق پڑھتا، مدرس کی تنخواہ واجب ہوگئی۔“ (فتاوی رضویہ، ج 19، ص 506، رضا فاؤنڈیشن، لاھور)

عقد اجارہ میں متعین کردہ جگہ اور وقت میں منفعت کے حصول پر قدرت سے ہی اجارہ واجب ہوجاتا ہے۔ شرح المجلۃ میں ہے:

”تلزم الاجرة ايضا في الاجارة الصحيحة بالاقتدار على اسيفاء المنفعة-- ان يكون التمكن من استيفاء المنفعة في المحل المضاف اليه العقد وفي المدة التي ورد عليها العقد“

اجارہ صحیحہ میں منفعت حاصل کرنے کی قدرت سے ہی اجارہ واجب ہوجاتا ہے یعنی عقد میں جس مقام کا ذکر ہوا اور جس مدت کو متعین کیا گیا اس میں منفعت کے حصول پر قادر ہونے سے ہی اجارہ واجب ہوجائے گا۔ (شرح المجلۃ، ج 01، ص 209-210، دار الکتب العلمیۃ)

بہار شریعت میں ہے: ”منفعت حاصل کرنے پر قادر ہونے سے اُجرت واجب ہوجاتی ہے اگرچہ منفعت حاصل نہ کی ہو۔“ (بہار شریعت، ج 03، ص 111، مکتبۃ المدینہ کراچی)

اجارہ صحیحہ میں جب پیشگی اجرت ادا کر دی جائے، نیز اجیر سپرد کردہ کام کے لئے حاضر رہے اور اس کی جانب سے کوئی کوتاہی بھی نہ پائی جائے تو وہ مکمل اجرت کا مستحق ہو جائے گا، الا یہ کہ مدت اجارہ کے درمیان عذر صحیح کے سبب اجارہ فسخ کر دیا جائے تو ایسی صورت میں اجیر پر بقایا دنوں کی اجرت واپس کرنا لازم ہو گا، بشرطیکہ فسخ اجارہ کا معاملہ درمیان مدت ہی ہوا ہو۔

درر الحکام شرح مجلۃ الاحکام میں ہے:

"لو سلم المستاجر الاجرۃ نقدا ملکھا الآجر ولیس للمستاجر استردادھا۔۔۔ وذلک مالم تنفسخ الاجارۃ قبل انتھاء مدتھا فللمستاجر حینئذ استرداد مازاد من الاجرۃ من المدۃ"

اگر مستاجر نے اجرت نقد ادا کر دی، تو کام کرنے والا اجرت کا مالک ہو جائے گا اور مستاجر اجرت واپس نہیں لے سکتا، بشرطیکہ مقررہ مدت کے ختم ہونے سے پہلے اجارہ فسخ نہ ہو۔ اور اگر اجارہ اپنی مدت پوری ہونے سے پہلے فسخ ہو جاتا ہے، تو اب مستاجر کو باقی ماندہ اجرت واپس لینے کا حق حاصل ہو گا۔ (درر الحکام شرح مجلۃ الاحکام، ج 01، ص 478-479، دار الکتب العلمیۃ بیروت)

پہلے استاد کی طرف سے تعلیم میں کوئی کوتاہی نہیں پائی گئی اور طالب علم کو دوسرا ٹیچر کم فیس میں پڑھانے والا مل گیا، تو یہ فسخ اجارہ کے لئے عذر نہیں جیسا کہ چلتے بازار میں دکاندار کو دوسری جگہ کم پیسوں میں دکان مل جائے تو یہ اس کے حق میں فسخ اجارہ کے لئے عذر نہیں ہوتا۔ بہار شریعت میں ہے: "اگر بازار چالو ہے مگر یہ دکاندار دوسری دکان میں منتقل ہونا چاہتا ہے جو اس سے زیادہ کُشادہ ہے یا اُس کا کرایہ کم ہے اور اُس دکان میں بھی یہی کام کریگا جو یہاں کر رہا ہے تو دکان نہیں چھوڑ سکتا۔" (بہار شریعت، ج 03، ص 173، مکتبۃ المدینۃ کراچی)

فتاوی رضویہ میں ہے: "اور کسی شخص کو اصلا اختیار نہیں کہ بے اطلاع اجیر جب چاہے بطور خود عقد اجارہ فسخ کر دے، مگر جب کوئی عذر بین واضح ظاہر ہو جس میں اصلا محل اشتباہ نہ ہو جب تک ایسا نہ ہو اجیر بیشک مستحق تنخواہ ہو گا۔

فی الدر المختار الاجارۃ تفسخ بالقضاء والرضاء الخ، وفی رد المحتار الاصح ان العذران کان ظاھرا ینفرد وان مشتبھا لا ینفرد۔ واللہ تعالیٰ اعلم۔

درمختار میں ہے: اجارہ رضامندی یا قضاء کے ذریعے فسخ ہوتا ہے الخ، اور ردالمحتار میں ہے: اصح یہ ہے کہ اگر عذر ظاہر ہو تو وہ خود بھی فسخ کر سکتا ہے اور اگر عذر مشتبہ ہو تو پھر خود نہیں کر سکتا۔" (فتاوی رضویہ، ج 19، ص 438-439، رضا فاؤنڈیشن لاھور)

وَاللہُ اَعْلَمُ عَزَّوَجَلَّ وَرَسُوْلُہ اَعْلَم صَلَّی اللہُ تَعَالٰی عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّم

مجیب: مفتی محمد قاسم عطاری

فتوی نمبر: HAB-0669

تاریخ اجراء: 26 جمادی الاول 1447ھ / 18 نومبر 2025ء